کتبۂ مارگلہ

از: پروفیسر شیخ فرید برہان پوری
(صدر شعبۂ اُردو فارسی۔ جبل پور یونیورسٹی)

(۲)

ظاہر کہ سڑک اگر بادشاہ یا کسی اور کے لیے بنائی گئی تو اتنی مضبوط اور پختہ سڑک ایک دو دن کا کام نہیں ہو سکتا۔ اس لیے ۱۰۸۴ھ صحیح سال تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

"ہندوستان" —— ہند کا ایک جیتی "ہ" کا شوشہ جھڑ گیا ہے۔ اور "وال" —— "و" اس طرح جھڑ گیا ہے۔ کہ "ر" پڑھا جاتا ہے

یزدانی صاحب کے عکس پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان مصرعوں کے بعد خالی جگہ ہے کرنل صاحب کے خیال کے مطابق "خالی سطر ہے۔ جہاں سے الفاظ گر چکے ہیں"[۱]

اس مقام پر گرے ہوئے الفاظ کے نشانات نظر نہیں آتے۔ جہاں سے الفاظ جھڑے ہیں۔ اپنا نشان چھوڑ گئے ہیں۔ وہاں کچھ تو دھبے ہونا چاہیئے۔

قطعۂ تاریخ کے تمام مصرعے ایک سائز میں لکھے ہوئے ہیں۔ اور نیچے کی عبارت دوسری سائز میں ہے۔ وہ دوسرے مضمون پر مشتمل ہے۔ دو مختلف مضمون کی عبارتیں ہیں۔ اس لیے ان کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ بھی ہے۔

کتبہ کے نیچے کی عبارت کا حل ملاحظہ فرمایئے ——

"باہتمام" —— "ہ" اور "ت" گر گئے ہیں۔

---

[۱] برہان ص ۲۱۸

"میرزا"[1] ــــ "ی" کے نقطے موجود ہیں۔ "زا" بھی صاف پڑھا جاتا ہے جس کے الف کا درمیانی حصہ شکستہ ہو گیا ہے۔

زمان ــــ ز کا نقطہ غائب ہے۔ ما کے میم کا کچھ حصہ جھڑ گیا ہے۔ "ن" کا نصف دائرہ باقی ہے۔

"زمان" کے بعد کافی جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔ کچھ حروف پریدہ ہو گئے ہیں۔ یزدانی صاحب کے عکس میں جو نشانات ہیں۔ ان کو "داروغہ" نہیں پڑھا جا سکتا[2]

عاجز راقم کے خیال میں وہ "لطف اللہ خلف" کے باقی نشانات ہیں

توجیہہ ملاحظہ فرمائیے۔

"لطف اللہ" کے کچھ ایسے حصے جھڑ گئے ہیں۔ جو باقی حصوں کو آسانی سے سمجھنے میں مدد نہیں دیتے۔ مگر "احمد معمار" کی وجہ سے ان کے مٹے ہوئے نقوش "لطف اللہ" کی نشاندہی کرتے ہیں۔ "لطف" کے اوپر "اللہ" کا لفظ تھا۔ "اللہ" کے دونوں لام کے صرف زیریں حصے معلوم ہوتے ہیں "لطف اللہ" کے اوپر "خلف" تھا جو "ب" معلوم ہوتا ہے یہ "ف" کا حصہ ہے جس کے ساتھ "خ" اور "ل" جھڑ گئے ہیں۔ "اللہ" کا "للہ" رہ گیا ہے۔ صرف الف (ا) جھڑا ہے۔

پتھر کا وہ حصہ جہاں "لطف اللہ" کا "ل" کندہ ہے شق معلوم ہوتا ہے۔ "ل" کا ایک حصہ پتھر کے ایک حصہ پر جدا نظر آتا ہے۔ اور زیریں حصہ مع "ط" اور ف کے دوسرے ٹکڑے پر رہ گیا ہے۔ جو صاف نظر آتے ہیں۔

"لطف" کے اوپر "اللہ" جیسا محسوس ہوتا ہے۔ اور لفظ "اللہ" کے اوپر "خلف" ہے۔ جس میں سے "خ" "ل" اور "ف" کا بالائی مڑا ہوا حصہ جھڑ گیا ہے۔ "ف" کی لمبی لکیر ــــ صاف موجود ہے۔

---

[1] کرنل صاحب نے میرزا کو مولانا اور زمان کو میاں پڑھا ہے (برہان اپریل ۵۶ء صفحہ ۲۱۸)

[2] کرنل رشید صاحب نے داروغہ پڑھا ہے۔ (برہان اپریل ۵۶ء صفحہ ۲۱۸)۔

کرنل صاحب نے "لطف اللہ خلف" کو داروغہ شیخ عبدالعزیز پڑھا ہے[1]

"احمد معمار" ــــ احمد معمار ٹھیک "باہتمام" کے نیچے ہے۔ دیگر نقلوں میں بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے[2]

کرنل صاحب نے "پوراستاد" کے لیے جو جگہ بنائی ہے[3] وہ نظر نہیں آتی۔ موصوف نے لکھا ہے۔ کہ "احمد معمار کے پہلے جو جگہ خالی ہے۔ وہاں دو اور لفظ "پور استاد" یا "ابن استاد" کا اضافہ ہونا چاہئے[4]

احمد معمار کے پہلے کوئی خالی جگہ نہیں ہے۔ اگر "پور استاد" لکھا جائے تو سطر کرسی سے باہر چلی جاتی ہے۔

"جوگی داس" صاف پڑھا جاتا ہے۔ اس لفظ پر سب متفق ہیں۔ کتبہ کی دسویں سطر کا جو آخری لفظ باقی رہ گیا ہے۔ اس کو "مشرف" پڑھا گیا ہے

ریہاٹسک اور یزدانی صاحب نے "شرف" پڑھا ہے[5]

"بلوخمین" اور کرنل صاحب نے چھوڑ دیا ہے[6]

"مشرف" کا میم جھڑ گیا ہے۔

"مشرف" ایک منصب ہے۔ آئین اکبری میں مرقوم ہے

"بااداره نویسی، معاملہ فہمی و دیانت مندی سرشتۂ خرج و دخل استوار دارد۔

روزنامچہ خرد پسند بسر انجام دہد"[7]

دولتِ مغلیہ کی ہیئت مرکزی (مصنفہ ابن حسن) میں مرقوم ہے۔ کہ مشرف کل وجز صدر محاسب ہوتا تھا۔ محکمے کے ہر شعبے میں اس کے ماتحت ایک ایک محاسب ہوتا تھا[8]

---

[1] برہان اپریل ۵۶ء صـ ۲۱۸ [2] ایضاً صـ ۱۳-۲۱۲ [3] ایضاً صـ ۲۱۸ [4] ایضاً صـ ۲۱۷

[5] برہان اپریل ۵۶ء صـ ۲۱۳ [6] ایضاً صـ ۲۱۲/صـ ۲۱۸ [7] آئین اکبری صـ ۱۵

[8] دولتِ مغلیہ کی ہیئت مرکزی صـ ۲۵۷

"دیالداس" ــــ بلوخمن نے "دیبی داس" پڑھا ہے جو صرف اندازہ ہے۔

"تحویلدار" ــــ تمام خواندگیوں میں تحویلدار صاحب[1] پڑھا گیا ہے۔ ہر جگہ کاتب نے "ر" بہت لمبی لکھی ہے۔

"در" ــــ سنہ کے پہلے در کسی نے نہیں پڑھا جو ہو۔ ضروری ہے "در" کے نیچے کے حصے باقی ہیں۔

"سنہ" ــــ سنہ کا پتھر ٹوٹ گیا ہے۔

"ہجری کا ھ" ــــ سنہ کے پاس ہجری کا ھ نہیں پڑھا جاتا۔ بلوخمن نے ہجری لکھ دیا ہے۔ اور کرنل صاحب نے دو چشمی ھ بنایا ہے۔ ھ کا دائیں جانب کا مڑا ہوا حصہ کتبہ کے چربے کے فوٹو میں موجود ہے۔

۱۰۰۳ھ ــــ اکائی کا ہندسہ تین صاف نہیں ہے۔

مگر

ط ناصیۂ مہوش ہندوستان

سے ۱۰۰۳ھ برآمد ہوتے ہیں۔ اس لیے اکائی ہندسہ کا تین تسلیم کرنا چاہیے۔ کرنل صاحب نے مہوش میں الف بڑھا کر ۱۰۰۴ھ بنا دیا۔

آخری سطر ــــ

"مرتب شد" ــــ شد کی شین جگہ سے جھڑ گئی ہے۔ ریہا لشک اور کرنل صاحب نے مرمت پڑھا ہے۔ نیز دانی صاحب نے مرتب پڑھا ہے۔

عاجز راقم کے خیال میں مرتب صحیح ہے۔

ملاحظہ فرمائیے ــــ

---

[1] تحویلدار ــــ داروغہ کی طرح ہر کارخانہ میں ایک تحویلدار بھی ہوتا تھا۔ اس کی تحویل میں وہ نقد رقم اور سامان رہتا تھا جس کی ضرورت اس کے شعبے کے لیے ہوتی تھی (دولتِ مغلیہ کی ہیئت مرکزی ص۲۵۴)

"مرت" صاف ہے

"مت" کی "م" کہیں نظر نہیں آتی۔

"تب" کے "ت" اور "ب" کے نقطے موجود ہیں۔ جو آگے پیچھے ہو گئے ہیں عموماً کتبات اور اسناد میں نقطے صحیح مقام پر نہیں دیئے جاتے۔ نقطوں کی ترتیب کے اس پیش و پس کو مدّ نظر رکھنا چاہیئے۔

۱۹۵۴ء میں کرنل صاحب کو کتبہ کا جو فوٹو ملا ہے۔ اس میں ممکن ہے کہ ب کا نقطہ جھڑ گیا ہو۔ قطعہ تاریخ میں ساخت کا لفظ موجود ہے۔

مصرع ساخت چنان شاہ رہے با شرف

"ساخت" کا لفظ صاف بتلا رہا ہے۔ کہ یہاں "مرتب" ہونا چاہیئے۔ اشعار میں "مرمت" کا کوئی اشارہ موجود نہیں ہے۔

سڑک کی مرمت کوئی اتنا اہم اور دشوار کام نہ تھا معمولی انجینئر بھی کر سکتا تھا شیر قوی پنجہ مہابت شکوہ مہابت خاں کو لطف اللہ جیسے زبردست اور مشہور مہندس کی ضرورت محسوس ہوئی۔

مقام سخت صعب گذار تھا۔ بلند پہاڑی کے اوپر سے جگہ جگہ سے کاٹ کر سڑک بنائی تھی اور افغانوں کی شورش عام تھی۔ اس لیے مہابت خاں جیسے ہیبت خیز بہادر کے اہتمام سے کُتل مارگلہ پر لطف اللہ جیسے فاضل مہندس نے یہ سڑک بنائی۔

سڑک کی تعمیر کا کام ۱۰۸۳ھ میں ختم ہوا۔

کرنل صاحب کا خیال ہے۔ کہ مارگلہ پر سڑک کی دگرگوں حالت دیکھ کر اس کی مرمت کا حکم دے دیا[1]

۱۱ محرم ۱۰۸۰ھ کو اورنگ زیب حسن ابدال کی طرف کوچ کرتا ہے اور ۲ ربیع الاول کو مارگلہ سے دنٹل میل حسن ابدال پہونچ جاتا ہے۔ افغانوں کی شورش کے پیش نظر وہ آہستہ آہستہ

---

[1] برہان اپریل ۵۶ء ص۲۱۲

احتیاط کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے۔

راقم السطور کے ناقص خیال میں یہ سڑک مہابت خاں نے اپنے لیے بنوائی۔ اورنگ زیب کے حکم سے یا اس کے لیے تعمیر کروائی جاتی۔ تو اشعار میں کہیں اشارہ ضرور ہوتا۔ اورنگ زیب کے حسن ابدال پہونچنے کے پہلے مہابت خاں کابل میں پہونچ چکا تھا۔ وہاں سے ناراض ہو کر وہ بادشاہ کو خط لکھتا ہے جس میں اپنے اور جسونت سنگھ کے عمل کی مدافعت کرتا ہے۔ شجاعت خاں کو پاجی کہتا ہے — بادشاہ پر یہ الزام لگاتا ہے۔ کہ وہ سفلہ نواز ہے۔ اوچھے لوگوں کی سرپرستی کرتا ہے۔

اس خط کا حوالہ جادو ناتھ سرکار نے تاریخ اورنگ زیب میں دو جگہ کیا ہے[1]

تاریخی واقعات[2] — مہابت خاں کی معزولی۔ شجاعت خاں کی تباہی و بربادی اور مہابت خاں کا خط — کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سڑک مہابت خاں نے اپنے لیے بنوائی تھی۔

کرنل صاحب نے جس لطف اللہ کا حوالہ دیا ہے۔ وہ لطف اللہ خان تھے۔ جو اورنگ زیب کے ہمراہ تھے[3]

بادشاہ کے ہمراہیوں میں ایک شیخ عبدالعزیز بھی تھے۔ وہ عالم اور بزرگ آدمی تھے — کرنل صاحب نے مرمت کا اہتمام کرنے والوں میں ان کو شامل کر کے داروغہ شیخ عبدالعزیز لکھا ہے[4]

کتبہ میں "پور استاد" کے لیے جگہ بناتے ہوئے کرنل صاحب نے لکھا ہے کہ۔

"کتبہ میں احمد معمار کے لفظ سے پہلے کچھ جگہ خالی پڑی ہے جس میں گرے ہوئے الفاظ

---

[1] تاریخ اورنگ زیب (مطبوعہ ۱۹۱۶ء) صـ ۲۷۱/ صـ ۲۶۷ خط — انڈیا آفس لائبریری مخطوطہ ۳۴۷۵ صـ ۱۲۲-۲۶

[2] تاریخ واقعات — ۱۶ محرم ۱۰۸۳ھ کو اورنگ زیب کو معلوم ہوا کہ مہابت خاں حوالی پشاور یعنی باغ ظفر سے کوچ کر کے کابل روانہ ہوا۔ مہابت خاں نے افغانوں کو قرار واقعی تنبیہ کرنے سے چشم پوشی کی [3] ماثر عالمگیری اردو ترجمہ صـ ۹۳ [4] برہان اپریل ۱۹۵۹ء صـ ۲۱۵/ صـ ۲۱۸ شیخ عبدالعزیز کے حالات کے لیے ملاحظہ کیجیے۔ ماثر عالمگیری صـ ۶۹/ صـ ۹۲-۹۳ کلمات سرخوش صـ ۹۰/ نقوش لاہور نمبر صـ ۵۲۵

کے نشانات موجود ہیں اور یہ ہمارے دالے نوٹ سے بخوبی ظاہر ہے۔ اس خلاء میں ہماری دانست کے مطابق دو اور الفاظ موجود تھے۔ اور وہ یہ تھے۔

"پور استاد" ـــــ

لطف اللہ کی یہ عادت تھی کہ وہ اپنے کو بسا اوقات پور استاد احمد معمار کہتا تھا۔ اور کبھی ابن استاد احمد معمار بھی لکھ دیتا تھا چنانچہ اپنی ایک رباعی میں لطف اللہ لکھتا ہے؂

منکہ ہستم فقیر لطف اللہ — بہندسی شہیرہ در افواہ
خاکپائے ہنروران کبار — پور استاد احمد معمار

ہوشنگ غوری کا مقبرہ جو مانڈو میں ہے۔ اس پر ایک کتبہ میں لطف اللہ نے اپنے آپکو ابن استاد احمد معمار لکھا ہے۔

اس لیے ہماری دانست میں لفظ احمد معمار سے پہلے جو جگہ خالی ہے۔ اس میں دو اور الفاظ کا ـــ "پور استاد یا ابن استاد" کا اضافہ ہونا چاہیے[1]۔

مذکورہ طویل اقتباس میں کرنل صاحب نے "پور استاد" کے لیے جو جگہ بنائی ہے۔ وہ نظر ثانی کی محتاج رہ گئی ہے۔ حقیقت کرنل صاحب کے مفروضہ کے برعکس ہے۔

اس ذیل میں عرض ہے کہ لطف اللہ نے اکثر "لطف اللہ ابن استاد احمد معمار" لکھا ہے۔ اور مذکورہ بالا اشعار میں پور استاد احمد معمار لکھا ہے۔

کرنل صاحب نے ان اشعار کو رباعی لکھا ہے۔ یہ اشعار ایک حسابی مسئلہ کے منظوم حل کے آخری دو شعر ہیں[2]۔

لطف اللہ نے اپنی تصانیف میں جگہ جگہ "لطف اللہ ابن استاد احمد معمار" لکھا ہے چند مقامات ملاحظہ کیجئے ـــ

---

[1] برہان اپریل ۱۹۶۶ء صت ۲۱۷ [2] مضامین سلیمان صت ۳۰۱۔

(۱) "لطف اللہ بن احمد النادر المعمار ۔۔۔۔"

(دیباچہ ۔۔۔ صور صوفی ۔ قلمی نسخہ علی گڑھ یونیورسٹی)[۱]

(۲) "لطف اللہ متخلص بہ مہندس ابن استاد احمد لاہوری ۔۔۔۔"

رسالہ خواص اعداد ۔۔۔ قلمی ۔ کتب خانہ سعیدیہ حیدرآباد دکن)[۲]

(۳) "لطف اللہ المتخلص بالمہندس بن الاستاد احمد المعمار"

(شرح خلاصۃ الحساب) ۔۔۔۔۔ انڈیا آفس[۳]

(۴) "لطف اللہ مہندس ابن استاد احمد معمار لاہوری"

(منتخب خلاصۃ الحساب)[۴]

اس کتاب کے آخر میں ایک حسابی مسئلہ کے منظوم حل کے آخری دو شعر اوپر نقل کئے جا چکے ہیں[۵]

۵ ۔ جمیع البدائع میں مختلف مقامات پر "لطف اللہ مہندس ابن استاد احمد معمار" مرقوم ہے[۶]

۶ ۔ اشعار میں لطف اللہ احمد بھی ملتا ہے ۔

باش لطف اللہ احمد چہ کنی فخر بہ علم ۔۔۔ جہل ازیں علم تو بہتر کہ نیاید بہ عمل[۷]

خواہم کہ کشم بادہ چو لطف اللہ احمد ۔۔۔ تا چند کشم محنتِ دورِ قمری را[۸]

ہیچو لطف اللہ احمد کوس دانش می زدم ۔۔۔ چوں شدم عاشق بجہل خویش کردم اعتراف[۹]

---

۱ مضامین سلیمان ص۲۹۸ ۲ ایضاً ص۳۰۱ ۳ ایضاً ص۳۰۲ ۴ ایضاً ص۳۰۱ ۵ ایضاً ص۳۰۲

۶ جمیع البدائع ۔ صفحات ۴۱۵، ۴۱۶، ص۴۱۸، ص۴۲۰ (ہمایوں جون ۱۹۳۶ء)

۷ مضامین سلیمان ص۳۰۵ ۸ ایضاً ص۳۰۷ ۹ مضامین سلیمان ص۳۰۷

لطف اللہ معمار مہندس شد و استاد   گر کار دارید نگندپس چہ کند کس[1]

ہوشنگ شاہ غوری کے مقبرہ کے دروازے پر جو کتبہ ہے۔ اس کی دوسری سطر ملاحظہ کیجئے —

"تعمیر حقیر لطف اللہ مہندس ابن استاد احمد معمار شاہ جہانی"[2]

مضمون کے آخر میں، ہیچ میرز اپنی خواندگی کے نتائج پیش کرتا ہے۔

هو القادر

خان قوی پنجہ مہابت شکوہ   شیر زسم پنجۂ او ناتوان

درکنش بارگہ آنکہ بود   با کرۂ چرخ برین توامان

ساخت چنان شاہ رہی باشرف   رشک برد چرخ بر او ہر زمان

گفت مغل از پئے تاریخ سال   ناصیۂ ہوشِ ہندوستان

باہتمام میرزا احمد زمان لطف اللہ

احمد معمار جو گیہ اس مشرف و دیالداس

تحویلدار در ۱۰۳۲ھ مرتب شد

---

[1] مضامین سلیمان ص۳۰۸ [2] ایضاً ص۳۰۹